حقوق وفرائض سے ناآشنائی

تحریر: سہیل احمد لون

گزشتہ دنوں برطانیہ میں O2 کا نیٹ ورک استعمال کرنے والے بیشتر صارفین کو مختلف علاقوں میں کچھ دیر کے لیے نیٹ ورک میں تکنیکی وجوہات کی بنا پر موبائل فون کی سہولت سے فائدہ اٹھانے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ O2 کا شمار دنیا کی بہترین موبائل کمپنیوں میں ہوتا ہے جس کے صارفین کی تعداد بھی ملینز میں ہے۔ کمپنی کے مالکان نے اس بات کا فوری نوٹس لیتے ہوئے اپنے تمام صارفین سے تکنیکی وجوہات کی بنا پر نیٹ ورک میں خرابی پر شرمندگی کا اظہار کیا اور معافی مانگی۔ صارفین کو پیش آنے والی دقت کے پیش نظر کمپنی مالکان نے ہرجانہ ادا کرنے کا اعلان بھی کیا۔ پری پیڈ صارفین کو 10 پاؤنڈز فی کس ادا کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور جبکہ پوسٹ پیڈ صارفین کو مہینے کے لازمی بل سے 10% خصوصی رعایت دی گئی۔ O2 نے اپنے صارفین کو 10 پاؤنڈز کے ووچرز بھی دیئے۔ اس طرح کی خصوصی رعایتیں اور ہرجانے ادا کرنے کا رواج عام سی بات ہے۔ اگر جہاز میں کوئی تکنیکی خرابی ہو جائے اور پرواز میں ضرورت سے زیادہ دیر ہو جائے تو ائیر لائنز مسافروں کو ایسی رعایتیں اور ہرجانے ادا کرتے اکثر نظر آتی ہیں تاکہ مسافروں کا ان کی ائیر لائن پر اعتماد بحال رہے۔ کام کے دوران پیش آنے والے حادثات میں بھی ہرجانوں کا ادا کرنا نظام کا حصہ بن چکا ہے۔ معمولی سے معمولی بات پر بلا تاخیر سوری کہنا زندگی کا اتنا اہم حصہ بن چکا کہ ڈاکٹر مریض کو ٹیکہ لگاتے ہوئے بھی سوری کہہ رہا ہوتا ہے حالانکہ ٹیکہ لگوانے میں مریض کی اپنی مرضی بھی شامل ہوتی ہے مگر سوئی کی تکلیف مریض کو ہوتے دیکھ کر احساس ڈاکٹر کو ہوتا ہے جس پر وہ قدرے شرمندہ بھی نظر آتا ہے۔ مہذب اور باشعور معاشروں میں تہواروں کو اچھے طریقے سے منانے کے لیے ایسا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ہر شہری اس کو منا سکے۔ کرسمس، ایسٹر، دیوالی اور عید کے موقعوں پر قیمتوں میں خصوصی رعایت دی جاتی ہے۔ ہر کمپنی کوئی نہ کوئی سپیشل آفر متعارف کرواتی ہے، حکومتی سطح پر بھی تہواروں کو احسن طریقے سے منانے کے لیے بندوبست کیا جاتا ہے۔ وطن عزیز میں رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی مہنگائی کا بازار گرم ہو جاتا ہے، لوڈشیڈنگ کا ٹیکہ سحری اور افطاری کے اوقات میں بھی عوام کو لگانے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی جاتی۔ عید الفطر روایتی جوش وجذبے سے منانے کا شوق ہر خاص وعام کو ہوتا ہے۔

پاکستانی عوام کی عید منانے کی شدت اس مرتبہ شدت پسندوں کی دھمکی کی وجہ سے کم ہو گئی۔ سیکیورٹی خدشات کی بنا پر رحمان ملک نے قوم پر رحم کیا اور موبائل فونز کی سروس سے محروم کر کے عوام کی مشکلات میں مزید اضافہ کر کے عیدی میں اپنا خصوصی حصہ ڈالا دیا۔ عوام کو رحمان ملک کا شکریہ ادا کرنا چاہیے جن کی ہوشیاری سے عید کے موقع پر کسی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوا۔ اگر کہیں ہوا بھی ہو تو اس بات کی خصوصی ہدایات جاری کی گئیں تھیں کہ ان کی میڈیا میں تشہیر نہ کی جائے اسی وجہ سے عید کے دنوں میں خبروں میں روایتی سنسنی دیکھنے کو میسر نہ آئی۔ رحمان ملک نے اپنی چالاکی سے میٹھی عید پر کوئی دہشت گردی نہ کرنے پر دہشت گردوں کے دانت وقتی طور پر کھٹے کر دیے۔ اپنی اس کامیابی پر رحمان ملک اتنے خوش ہیں کہ انہوں نے آئندہ عید کے موقعوں پر موبائل نیٹ ورک بند کر کے عوام کی جان و مال کو

محفوظ بنانے کا مستقل پلان بنالیا ہے۔عوام کو موبائل نیٹ ورک کے بند ہونے سے چاہے جتنی مرضی تکلیف اور کوفت سے گزرنا پڑے مگر اس کے باوجود عوام سے ہی شکریہ ادا کروایا جائے گا۔ ہمارے معاشرے میں تکلیف دینے پر شرمندگی یا معذرت کا لفظ استعمال کرنے کا رواج نہیں کیونکہ تکلیف سہنے والے اکثریت میں ہونے کے باوجود محکوم اور غریب طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔غریب عوام کو تکلیف دینے والے یہ ظالم لوگ اتنے مکار ہیں کہ کسی وقت عوام سے تکلیف کا بوجھ کسی مصلحت کی خاطر کچھ دیر کے لیے کم بھی کر دیں تو اس کے لیے بھی عوام سے شکریہ ادا کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔المیہ یہ ہے کہ عوام ان کی ہیرا پھیریوں میں آ بھی جاتی ہے۔کراچی میں گزشتہ کئی برسوں سے موٹر سائیکل کی ڈبل سواری پر پابندیوں کا ظالمانہ سلسلہ جاری ہے اس پابندی کو کبھی کبھار ختم بھی کیا گیا ہے۔عید کے موقع پر کراچی میں ڈبل سواری پر پابندی ہٹائی تو میڈیا نے اس کو بریکنگ نیوز بنا کر پیش کیا۔عوام بھی اپنے حق کو عارضی طور پر حاصل کرکے بڑی مسرت کا اظہار بھی کررہے تھے۔حکومت موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر پابندی تو لگا دیتی ہے مگر موٹر سائیکل پر لگی دو سیٹوں کے حساب سے ہی روڈ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اصولاً تو آدھا ٹیکس واپس کرنا چاہیے،عوام کو مشکل میں ڈال کر کبھی معذرت،شرمندگی یا ہرجانے کا تصور نہیں کیا گیا۔ظالم،عیار اور مکار حاکموں نے عوام کی سوچ ہی محدود کردی ہے جواب اس بات پر جشن مناتے نظر آتے ہیں کہ ڈبل سواری پر پابندی ہٹالی گئی،بجلی جانے کے بعد آخر کار آتو گئی چاہے کچھ وقت کے لیے ہی سہی،گیس کا پریشر کم ازکم اتنا تو ہوا کہ توے پر روٹی پکائی جاسکے،عید کے دنوں میں سی این جی ملتی رہی چاہے لمبی قطاروں میں گھنٹوں انتظار کرکے ہی ملی،یوٹیلٹی سٹورز پر آٹا چینی چاول کچھ سستے داموں مل گئے چاہے معیار جتنا مرضی گھٹیا ہو،ٹرین سٹیشن پر پہنچ تو گئی چاہے جتنے گھنٹے مرضی تاخیر سے آئی۔عید کے دنوں میں پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ تو نہ کیا گیا اس کے بعد چاہے جتنی مرضی کسر نکال لیں۔عوام کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری حکومت کی ہوتی ہے مگر اس کا طریق ایسا ہونا چاہے کہ عوام کی زندگی کی بنیادی ضروریات متاثر نہ ہوں۔اگر کہیں موٹر سائیکل پر سوار 2 افراد دہشت گردی کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ موٹر سائیکل کی ڈبل سواری پر پابندی لگا دی جائے،دہشت گردی کے خدشات کے پیش نظر موبائل سروس بند کردی جائے۔تعلیم وتربیت میں ہم روز بروز پستی کی طرف گامزن ہیں،ہمارا نظام تعلیم اور نصاب صنعتی دور سے آگے نہیں بڑھ سکا جبکہ آج انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور آچکا ہے۔ ہمارے نصاب میں آج تک ایسا مضمون شامل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی جس سے عام شہری کو اپنے اور حکومت کے حقوق وفرائض کا علم ہوسکے۔مہذب معاشرے اور ترقی یافتہ ممالک میں پیدل چلنے والے اور گاڑی میں سوار کے حقوق وفرائض کا تعین کردیا جاتا ہے۔جس میں سڑک پر پیدل چلنے والے کا حق گاڑی میں سوار کی نسبت زیادہ ہوتا ہے،پیدل چلنے والا بھی زیبرا کراسنگ سے ہی سڑک عبور کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر ہمارے ہاں گاڑی پر بیٹھ کر لوگ پیدل چلنے والوں کو انسان ہی نہیں سمجھتے بلکہ سڑک کو اپنی ذاتی ملکیت تصور کرتے ہیں، پیدل چلنے والے بھی زیبرا کراسنگ سے سڑک پار کرنا اس لیے توہین سمجھتے ہیں کہ کہیں لوگ ان کو لکیروں والا گدھا (زیبرا) ہی نہ سمجھ بیٹھیں شاید اسی لیے زیبرا کراسنگ بنانے کا رواج ہی بہت کم ہے۔ مالک مکان اور کرایہ دار،فیکٹری یا کمپنی مالکان اور کام کرنے والے مزدوروں کے حقوق وفرائض قانون کی شکل میں موجود ہوتے ہیں جن پر عمل پیرا ہوکر کئی زیادتیوں اور تحفظات سے بچا جاتا ہے۔حکومت اور ریاست پر عوام کے حقوق پورا کرنا اولین فرض ہے۔جسے پورا نہ کیے جانے کی صورت میں احتساب،ہرجانے،جرمانے،معافی نامے اور

سزاؤں کا تصور بھی ہونا چاہیے مگر آج تک کبھی حاکم طبقے کا کوئی بندہ اپنے فرض کی کوتاہی میں قصور وار نہیں ٹھہرایا گیا۔غریب عوام اگر اپنے فرض سے ذرا کوتاہی برتے تو اس کے لیے قانون کی لاٹھی حرکت میں آ جاتی ہے۔بد قسمتی سے عوام کو اپنے حقوق و فرائض سے نا آشنائی ہے جس کا فائدہ اشرافیہ، سیاسی اکابرین، اداروں کے سربراہان آج تک اٹھا رہے ہیں۔اگر عوام اپنے حقوق و فرائض سے آشنا ہوتی تو اپنا حق ملنے پر ''باس'' کو زمینی خدا کا درجہ نہ دیتی، اقلیتی طبقہ ان کے حقوق کو پامال کرنے کی جرات نہ کرتے، اداروں کے سربراہان اپنی طاقت کا ناجائز استعمال کرکے عوامی امنگوں کو یوں نہ روندتے، فیکٹریوں اور کمپنیوں کے مالکان غریب لوگوں کے حقوق سلب کرکے سرمایہ کار سے سرمایہ دار نہ بنتے جبر کا ہر رستہ آجر سے ہوتا ہوا آجیر کے گھر جا پہنچتا ہے۔یہی کہنہ نظام بدلے گا تو زمینی خداؤں کی شکست کے بعد وہ دور آئے گا جب راج کرے گی خلق خدا۔۔۔!

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

25-08-2012

sohailloun@gmail.com